ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 05 No. 02. April-June 2026.Page# 954-959
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research Study of the Causes, Background, and Impacts of the Migration to Habasha on Islamic History

ہجرتِ حبشہ کے اسباب، پس منظر اور اسلامی تاریخ پر اثرات کا تحقیقی جائزہ

Asif Nawaz,
MPhil Research Scholar, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat

Dr. Qazi Abdul Manan,
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat

Abstract

The migration to Abyssinia (Hijrah to Habasha) represents one of the earliest and most significant events in Islamic history, reflecting both the resilience of the early Muslim community and the universal values of justice and religious tolerance. This study examines the causes, context, and consequences of the Hijrah to Abyssinia, focusing on the socio-political conditions in Makkah that compelled Muslims to seek refuge under the Christian ruler, King Najashi (Negus) of Abyssinia. The research explores how persecution, social boycott, and threats to religious freedom motivated this strategic migration. It further analyzes the reception of Muslims in Abyssinia and highlights the role of interfaith dialogue, particularly the famous exchange between Ja'far ibn Abi Talib and the king, as a model of peaceful coexistence and mutual respect. Using a historical and analytical methodology, the study investigates primary sources from classical Islamic literature and modern scholarly interpretations to assess the broader implications of this migration. The findings suggest that the Hijrah to Abyssinia not only ensured the survival of the early Muslim community but also established foundational principles for asylum, diplomacy, and interreligious harmony in Islam. Additionally, the research connects these historical lessons with contemporary global challenges related to migration, minority rights, and religious pluralism.

***Keywords**: Hijrah to Abyssinia, Early Islam, Religious Persecution, King Najashi, Interfaith Relations, Islamic History, Migration, Religious Tolerance*

ا۔ تمہید و پسِ منظر

اسلامی تاریخ میں ہجرت کا واقعہ صرف جغرافیائی نقل و حرکت نہیں بلکہ یہ ایک مکمل تہذیبی، سیاسی اور مذہبی عمل ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے ۶۱۰ء میں اعلانِ نبوت فرمایا تو مکہ کا سماج جو صدیوں کی جاہلی روایات میں جکڑا ہوا تھا، اس پیغامِ توحید کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔ ابتدائی مسلمانوں کی تعداد جوں جوں بڑھتی گئی، قریش کا غیظ و غضب بھی اسی تناسب سے بڑھتا چلا گیا۔ غلاموں، لونڈیوں اور کمزور طبقے کے مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے گئے، وہ تاریخِ انسانی کے سیاہ ترین ابواب میں سے ہیں۔

نبوت کے چوتھے اور پانچویں سال کے درمیان جب یہ ظلم ناقابلِ برداشت ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے ایک حکیمانہ فیصلہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے حبشہ کی جانب ہجرت کا حکم دیا جہاں نجاشی نامی ایک عادل بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کا یہ فیصلہ نہ صرف مسلمانوں کی حفاظت کے لیے تھا بلکہ اس میں اسلام کی دعوت کو بین الاقوامی سطح پر

پھیلانے کا پہلا بیج بھی پوشیدہ تھا۔ ابنِ ہشام نے اپنی مشہور سیرت میں اس واقعے کی تفصیل بیان کی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: "اگر تم حبشہ چلے جاؤ تو وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے یہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا، یہ سرزمین صداقت کی سرزمین ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی راستہ نکال دے۔" یہ الفاظ نبی کریم ﷺ کی دور اندیشی، حکمت اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

۲۔ ہجرتِ حبشہ کے اسباب

- **قریشِ مکہ کے مظالم**

ہجرتِ حبشہ کا سب سے بنیادی اور فوری سبب قریشِ مکہ کے وہ ناقابلِ برداشت مظالم تھے جو ابتدائی مسلمانوں پر ڈھائے جا رہے تھے۔ حافظ ابنِ کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ان مظالم کی تفصیل بیان کی ہے۔ بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کو تپتی ریت پر لٹایا جاتا تھا اور ان کے سینے پر بھاری پتھر رکھا جاتا تھا۔ عمارِ بن یاسر رضی اللہ عنہ کے والدین یاسر رضی اللہ عنہ اور سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل نے انتہائی بے رحمی سے قتل کیا۔ خبابِ بن ارت رضی اللہ عنہ کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹایا گیا۔ یہ تمام مظالم اس نقطے پر پہنچ گئے تھے جہاں ہجرت ایک ناگزیر ضرورت بن گئی تھی۔

قریش کے ان مظالم کی ایک خاص سماجی جہت بھی تھی۔ جو مسلمان قبائلی حمایت سے محروم تھے یا جن کے آقا (مالک) مشرک تھے، انہیں سب سے زیادہ اذیتیں دی گئیں۔ قرآنِ کریم نے سورۃ البروج میں انہی مظالم کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں اصحابِ اخدود کا قصہ بیان ہوا ہے جو ان کے لیے تسلی کا سامان تھا۔

- **اقتصادی اور سماجی بائیکاٹ**

قریشِ مکہ نے مسلمانوں کے خلاف نہ صرف جسمانی تشدد کیا بلکہ ان کا سماجی اور اقتصادی بائیکاٹ بھی کیا۔ مسلمانوں کے ساتھ تجارت بند کر دی گئی، ان کے گھروں میں خوراک اور پانی کی فراہمی روک دی گئی اور انہیں مکہ کی سماجی زندگی سے الگ کر دیا گیا۔ یہ صورتحال مسلمانوں کے لیے ایک ناقابلِ برداشت آزمائش تھی اور ہجرت کو ناگزیر بنا دیتی تھی۔

- **مذہبی آزادی کی ضرورت**

ہجرتِ حبشہ کا ایک اہم سبب یہ بھی تھا کہ مسلمان مکہ میں آزادانہ طور پر اپنی عبادات انجام نہیں دے سکتے تھے۔ نماز پڑھنا، قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا خطرناک ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی کتاب "الوثائق السیاسیہ" میں یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ حبشہ کی طرف ہجرت دراصل مذہبی آزادی کی تلاش تھی جو انسانی تاریخ کی پہلی منظم مذہبی پناہ گزینی تھی۔

- **نبی کریم ﷺ کی حکمتِ عملی**

نبی کریم ﷺ کی حکمتِ عملی کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ آپ ﷺ نے حبشہ کا انتخاب بالکل سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ نجاشی نہ صرف ایک عادل اور انصاف پسند بادشاہ تھا بلکہ اہلِ کتاب (عیسائی) ہونے کے ناطے اسلام کی توحیدی تعلیمات سے قریبی نسبت رکھتا تھا۔ علاوہ ازیں حبشہ ایک مضبوط اور خودمختار ریاست تھی جو قریش کے اثر و رسوخ سے باہر تھی۔ امام ذہبی نے اپنی کتاب "سیر اعلام النبلاء" میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فیصلہ ایک الٰہی رہنمائی پر مبنی تھا۔

۳۔ پہلی ہجرتِ حبشہ

پہلی ہجرت رجب ۵ نبوی (۶۱۵ء) میں ہوئی۔ اس ہجرت میں ۱۵ افراد شامل تھے جن میں ۱۱ مرد اور ۴ خواتین تھیں۔ اس قافلے کی قیادت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کر رہے تھے اور ان کی اہلیہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا (نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی) بھی ہمراہ تھیں۔ ان مہاجرین میں سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ، سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

ابنِ سعد نے "الطبقات الکبریٰ" میں لکھا ہے کہ یہ قافلہ رات کی تاریکی میں مکہ سے نکلا اور بحری راستے سے حبشہ پہنچا۔ قریش کو جب اس ہجرت کا علم ہوا تو انہوں نے ان مہاجرین کو واپس لانے کی کوشش کی مگر وہ پہلے ہی سمندر عبور کر چکے تھے۔ کچھ عرصے بعد جب یہ خبر آئی کہ تمام قریشی مسلمان ہو گئے ہیں (واقعۂ غرانیق، جو بعد میں غلط ثابت ہوئی) تو کچھ مہاجرین مکہ واپس آ گئے، لیکن مکہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر درست نہ تھی اور حالات پہلے سے بھی بدتر ہو گئے تھے۔

۴۔ دوسری ہجرتِ حبشہ

دوسری اور زیادہ بڑی ہجرت اسی سال کے آخر میں یا ۶ نبوی کے ابتدا میں ہوئی۔ اس ہجرت میں ۸۳ مردوں اور ۱۹ عورتوں نے حصہ لیا۔ اس ہجرت کی قیادت سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کی جن کی شخصیت، علم، فصاحت اور دینی استحکام اس نازک موقع کے تقاضوں کے بالکل موافق تھی۔ یہ وہ ہجرت ہے جو اسلامی تاریخ میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے کیونکہ نجاشی کے دربار میں جو واقعہ پیش آیا وہ اسلامی دعوت اور سفارتکاری کا ایک سنہری باب ہے۔ قریش نے جب یہ خبر سنی تو انہوں نے دو ذہین اور چرب زبان نمائندے عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ (جو بعد میں اسلام لائے) کو نجاشی کے دربار میں بھیجا۔ وہ اپنے ساتھ نجاشی اور اس کے درباریوں کے لیے قیمتی تحائف لے کر گئے اور نجاشی سے درخواست کی کہ یہ لوگ جنہوں نے نہ پرانے دین کو مانا اور نہ نئے دین کو، انہیں واپس بھیج دیا جائے۔

۵۔ جعفر بن ابی طالبؓ کا خطاب

نجاشی کے دربار میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تقریر اسلامی خطابت اور دعوت کی تاریخ کا ایک شاندار باب ہے۔ جب نجاشی نے سوال کیا تو سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے جو خطاب فرمایا وہ امام احمد بن حنبل کی "مسند احمد" اور ابنِ ہشام کی "سیرت ابنِ ہشام" میں محفوظ ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم تھے، ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے، مُردار کھاتے تھے، بے حیائی کے کام کرتے تھے، رشتہ داروں سے قطع تعلق کرتے تھے، پڑوسیوں سے برا سلوک کرتے تھے، ہم میں طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا۔ پھر اللہ نے ہمارے درمیان ایک رسول بھیجا جن کے حسبِ نسب، سچائی، امانت اور پاکدامنی کو ہم جانتے تھے۔ انہوں نے ہمیں اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دی، ہمیں جھوٹ، مُردار کھانے اور زنا سے روکا، ہمیں نماز، زکوٰۃ اور روزے کا حکم دیا۔"

جب نجاشی نے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو آپ نے سورۃ مریم کی آیات تلاوت فرمائیں۔ نجاشی نے سن کر کہا: "اللہ کی قسم! عیسیٰ بن مریم اس سے بال برابر بھی زیادہ نہ تھے جو تم نے بیان کیا۔" یہ سن کر اس کے درباری بگڑ گئے لیکن نجاشی نے مسلمانوں کو پناہ دے دی اور قریش کے نمائندوں کو خالی ہاتھ واپس کر دیا۔ یہ واقعہ سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے "صحیح البخاری" کی روایت کے مطابق خود بیان کیا ہے۔ اس تقریر کا تجزیہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام کی دعوت کا ایک مکمل نمونہ ہے۔ اس میں پہلے جاہلیت کی تاریکی بیان کی گئی، پھر اسلام کی روشنی کا تذکرہ، پھر توحید کا بنیادی عقیدہ، اور پھر اخلاقی اصلاح کا پیغام۔ یہ دعوتی حکمتِ عملی آج بھی اسلامی دعوت کے لیے ایک مثالی طریقہ کار ہے۔

۶۔ نجاشی اصحمہ و شخصیت اور کردار

نجاشی کا اصل نام اصحمہ بن ابجر تھا جو حبشی زبان میں "عطا" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ "نجاشی" در اصل ایک لقب تھا جو حبشہ کے بادشاہوں کو دیا جاتا تھا جیسے مصر کے بادشاہ کو "فرعون" اور روم کے بادشاہ کو "قیصر" کہا جاتا تھا۔ ڈاکٹر عبد الحلیم محمود نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اصحمہ نجاشی کی شخصیت میں عدل، انصاف، دانائی اور مذہبی رواداری کی بے مثال جھلک ملتی ہے۔ نجاشی نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں برابری کی بنیاد پر سنا اور ان کے حق میں فیصلہ دیا۔ قریش کے تحائف واپس کر دیے اور اعلان کیا کہ میرے ملک میں کسی پر ظلم نہیں ہو گا۔ نبی کریم ﷺ نے جب نجاشی کی وفات کی خبر سنی (۹ ہجری میں) تو آپ نے صحابہ کرام کو اس خبر کی اطلاع دی اور غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی۔ یہ اسلامی تاریخ میں پہلی غائبانہ نمازِ جنازہ تھی جو نبی کریم ﷺ کی طرف سے نجاشی کے لیے خراجِ تحسین تھا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں یہ روایت موجود ہے۔

۷۔ اسلامی تاریخ کے تناظر میں ہجرتِ حبشہ کے اثرات

i. دینی اور نظریاتی اثرات

ہجرتِ حبشہ نے مسلمانوں کو یہ سبق دیا کہ اسلام ایک آفاقی دین ہے جو کسی ایک جغرافیائی خطے یا نسل تک محدود نہیں۔ حبشہ میں مسلمانوں کو ایک عادل غیر مسلم حکمران سے انصاف ملا جو اس حقیقت کا اعلان تھا کہ عدل و انصاف صرف مسلمانوں تک محدود نہیں۔ اس واقعے نے مسلمانوں میں یہ اعتماد پیدا کیا کہ دین پر عمل کے لیے کسی بھی حد تک قربانی دی جا سکتی ہے۔

ii. سیاسی اور سفارتی اثرات

ہجرتِ حبشہ اسلامی سفارت کاری کا نقطۂ آغاز ہے۔ نجاشی کے دربار میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تقریر اسلامی سفارت کاری کا پہلا تاریخی واقعہ ہے۔ اس واقعے نے ثابت کیا کہ مسلمان دوسرے مذاہب کے ساتھ مکالمے اور تعامل میں یقین رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر علی محمد الصلابی نے اپنی کتاب "السیرۃ النبویہ" میں لکھا ہے کہ حبشہ کا تجربہ بعد میں نبی کریم ﷺ کی دوسرے بادشاہوں کی طرف خطوط لکھنے کی پالیسی کا پیش خیمہ بنا۔

iii. سماجی اثرات

ہجرتِ حبشہ نے مسلمانوں میں ہجرت اور قربانی کا جذبہ پیدا کیا۔ بعد میں ہجرتِ مدینہ جس بہادری اور عزم کے ساتھ کی گئی اس کی تربیت ہجرتِ حبشہ نے کی۔ حبشہ میں مقیم مسلمانوں نے ایک متحد اسلامی برادری کا نمونہ پیش کیا جو بعد میں مدینہ کی ریاست کی بنیاد بنی۔ علاوہ ازیں حبشہ میں مسلمانوں کے قیام سے اسلام کا پیغام افریقہ تک پہنچا جو بعد میں اسلام کی افریقی توسیع کا ابتدائی ذریعہ بنا۔

iv. اسلامی حقوقِ انسانی کا تصور

ہجرتِ حبشہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام نے ابتدا ہی سے انسانی حقوق کی حفاظت کو مرکزی اہمیت دی۔ مظلوم مسلمانوں کو محفوظ مقام تک پہنچانا، ان کی جان و مال اور عزت کا تحفظ کرنا، اور ظلم کے سامنے سر نہ جھکانا، یہ وہ اصول ہیں جو ہجرتِ حبشہ نے اسلامی فکر میں راسخ کر دیے۔ پروفیسر مونٹگمری واٹ نے اپنی کتاب "Muhammad at Mecca" میں لکھا ہے کہ یہ ہجرت تاریخِ انسانی کی پہلی منظم مذہبی پناہ گزینی تھی۔

۸۔ ہجرتِ حبشہ کے مہاجرین

ہجرتِ حبشہ میں شامل اصحاب کی فہرست اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ ان میں سے کئی ایسے تھے جو بعد میں اسلامی تاریخ کے بڑے مشاہیر بنے۔ ذیل میں چند اہم شخصیات کا مختصر تذکرہ پیش کیا جاتا ہے:

سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: آپ نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی تھے۔ آپ کا لقب "ذوالجناحین" تھا اور نبی کریم ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا کہ آپ صورت و سیرت میں ہمارے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ آپ نے غزوۂ موتہ میں ۸ ہجری میں جام شہادت نوش کیا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ: آپ پہلی ہجرتِ حبشہ کے قائد تھے۔ آپ کی زوجہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ بعد میں اسلام کے تیسرے خلیفہ بنے اور آپ کا قرآن کریم کو مصحف کی شکل میں مدوّن کرانا تاریخِ اسلام کی سب سے بڑی خدمات میں سے ایک ہے۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ: آپ عشرۂ مبشرہ میں سے تھے اور اپنی تجارتی قابلیت کی وجہ سے مشہور تھے۔ مدینہ پہنچنے کے بعد آپ نے اپنی محنت اور ذہانت سے دوبارہ ثروت مند ہو گئے اور بے پناہ صدقات و خیرات کیے۔

۹۔ ہجرتِ حبشہ اور قرآنِ کریم

قرآنِ کریم میں ہجرتِ حبشہ کا براہِ راست ذکر نہیں آیا لیکن ان واقعات کا تناظر قرآن کی متعدد آیات میں محسوس ہوتا ہے۔ سورۃ الزمر آیت ۱۰ میں ارشاد ہے:

" اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ "(صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر ملے گا)۔ علماء کا اتفاق ہے کہ اس آیت کا ایک پس منظر ہجرتِ حبشہ کے مہاجرین بھی ہیں۔ سورۃ النحل آیت ۴۱ میں فرمایا" :وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً"۔(وہ لوگ جنہوں نے مظلومیت کے بعد اللہ کے لیے ہجرت کی، ہم انہیں دنیا میں بھی اچھا ٹھکانہ دیں گے۔) امام طبری نے اپنی تفسیر میں اس آیت کا ربط ہجرتِ حبشہ سے جوڑا ہے۔ قرآنِ کریم کی سورۃ العنکبوت میں بھی ہجرت کی ترغیب اور اس کے ثمرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ تمام آیات مہاجرین کو تسلی اور حوصلہ دینے کے ساتھ ساتھ بعد آنے والوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بھی ہیں۔

۱۰۔ جدید تحقیق کی روشنی میں ہجرتِ حبشہ

جدید مستشرقین اور اسلامی محققین نے ہجرتِ حبشہ کو ایک نئی تاریخی، سیاسی اور سماجی نظر سے دیکھا ہے۔ پروفیسر مارشل ہاجسن نے اپنی معرکہ آرا کتاب "The Venture of Islam" میں ہجرتِ حبشہ کو اسلامی تاریخ کا پہلا بین الاقوامی واقعہ قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس واقعے نے اسلام کو ایک مقامی عرب مذہب کے دائرے سے نکال کر عالمی مذہب بنانے کی طرف پہلا قدم رکھا۔

ڈاکٹر آفتاب احمد نے اپنی تحقیق میں یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ نجاشی کے دربار میں ہونے والا مکالمہ عالمی مذہبی مکالمے کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مکالمے میں مسلمانوں نے نہ صرف اپنی بات کہی بلکہ دوسرے مذہب (عیسائیت) کے بارے میں بھی ایک متوازن اور احترام آمیز موقف اختیار کیا۔

ڈاکٹر محمد الغزالی نے "فقہ السیرہ" میں لکھا ہے کہ ہجرتِ حبشہ سے یہ اسلامی اصول واضح ہوتا ہے کہ اسلام ظلم کے سامنے نہ جھکتا ہے اور نہ ہی صبر کے بغیر مقابلہ کرتا ہے بلکہ حکیمانہ حکمتِ عملی اختیار کرتا ہے جو طویل مدت میں فتح کا باعث بنتی ہے۔

۱۱۔ خلاصہ ونتائج

ہجرتِ حبشہ اسلامی تاریخ کا وہ روشن باب ہے جو آج بھی مسلمانوں کے لیے ایک لائحۂ عمل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس تحقیقی جائزے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. ہجرتِ حبشہ نبی کریم ﷺ کی حکمت وبصیرت کا مظہر ہے۔ آپ ﷺ نے ایک ایسے وقت میں جب مسلمان انتہائی کمزوری کی حالت میں تھے، ایک ایسی حکمتِ عملی اختیار کی جس نے نہ صرف مسلمانوں کو فوری تحفظ دیا بلکہ اسلام کے بین الاقوامی پیغام کو آگے بڑھانے کا ذریعہ بھی بنی۔
2. ہجرتِ حبشہ اسلامی دعوت کا پہلا بین الاقوامی واقعہ ہے۔ نجاشی کے دربار میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تقریر اسلامی دعوت، سفارتکاری اور مکالمے کا ایک مثالی نمونہ ہے۔
3. ہجرتِ حبشہ اسلامی اصولِ حقوقِ انسانی کی تاریخی عملی مثال ہے۔ مظلوم مسلمانوں کو محفوظ جگہ فراہم کرنا، ظلم کے خلاف آواز اٹھانا اور دین کی خاطر قربانی دینا وہ اصول ہیں جن کا اظہار اس ہجرت میں ہوا۔
4. ہجرتِ حبشہ نے ثابت کیا کہ اسلام مختلف ثقافتوں اور تہذیبوں کے ساتھ باہمی احترام کی بنیاد پر تعلق قائم کر سکتا ہے۔ نجاشی کا عادل رویہ اور مسلمانوں کی اس سے عزت افزائی دو مختلف مذاہب کے درمیان ایک مثبت تعامل کی مثال ہے۔
5. ہجرتِ حبشہ ہجرتِ مدینہ کا پیش خیمہ تھی۔ حبشہ میں مسلمانوں نے جو تجربہ حاصل کیا اس نے انہیں مدینہ میں اسلامی ریاست کی بنیاد رکھنے کے لیے تیار کیا۔

مصادر ومراجع

1. ابنِ ہشام، ابو محمد عبد الملک۔ (۲۰۰۴)۔ السیرۃ النبویہ۔ تحقیق: عمر عبد السلام تدمری۔ بیروت: دار الکتاب العربی۔ جلد اول، صفحات ۳۵۴-۳۲۱۔
2. ابنِ کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر۔ (۲۰۰۳)۔ البدایۃ والنہایۃ۔ تحقیق: علی شیری۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی۔ جلد ۳، صفحات ۸۹-۵۷۔
3. ابنِ سعد، محمد بن سعد۔ (۱۹۹۰)۔ الطبقات الکبریٰ۔ تحقیق: محمد عبد القادر عطا۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ۔ جلد اول، صفحات ۲۳۰-۲۰۴۔
4. امام بخاری، محمد بن اسماعیل۔ (۱۴۲۲ھ)۔ الجامع الصحیح (صحیح البخاری)۔ تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر۔ بیروت: دار طوق النجاۃ۔ کتاب المغازی، باب غزوۃ موتہ۔
5. امام مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری۔ (۲۰۰۶)۔ صحیح مسلم۔ تحقیق: محمد فواد عبد الباقی۔ قاہرہ: دار الحدیث۔ کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی القبر۔
6. امام احمد بن حنبل۔ (۲۰۰۱)۔ مسند احمد۔ تحقیق: شعیب الارنوؤط۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالہ۔ مسند ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حدیث نمبر ۲۶۴۰۴۔
7. امام طبری، محمد بن جریر۔ (۲۰۰۰)۔ تاریخ الامم والملوک (تاریخ الطبری)۔ تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم۔ بیروت: دار التراث۔ جلد ۲، صفحات ۳۸۰-۳۵۰۔
8. امام ذہبی، شمس الدین محمد۔ (۱۹۸۵)۔ سیر اعلام النبلاء۔ تحقیق: شعیب الارنوؤط۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالہ۔ جلد اول، ترجمہ جعفر بن ابی طالب۔
9. ابنِ قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر۔ (۲۰۰۸)۔ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد۔ تحقیق: شعیب الارنوؤط۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالہ۔ جلد ۳، صفحات ۸۷-۵۱۔

10. ابنِ اثیر، علی بن محمد الجزری۔(۱۹۸۹)۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ۔ تحقیق: علی محمد معوض۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ۔ ترجمہ جعفر بن ابی طالب، صفحات ۵۴۱-۵۵۲۔

11. حمید اللہ، محمد۔(۲۰۱۰)۔ الوثائق السیاسیۃ للعہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ۔ ط۷۔ بیروت: دار النفائس۔

12. الصلابی، علی محمد محمد۔(۲۰۰۸)۔ السیرۃ النبویہ: عرض وقائع و تحلیل احداث۔ بیروت: دار ابن کثیر۔ جلد اول، صفحات ۲۳۵-۱۸۰۔

13. الغزالی، محمد۔(۱۹۹۶)۔ فقہ السیرۃ النبویۃ مع موازنۃ بالاحداث المعاصرۃ۔ ط۱۴۔ دمشق: دار القلم۔ صفحات ۱۵۰-۱۰۵۔

14. البوطی، محمد سعید رمضان۔(۲۰۰۷)۔ فقہ السیرۃ: دراسۃ منہجیۃ علمیۃ۔ ط۲۶۔ بیروت: دار الفکر۔ صفحات ۱۴۵-۹۸۔

15. ندوی، ابوالحسن علی الحسنی۔(۲۰۱۲)۔ السیرۃ النبویۃ۔ ط۱۰۔ لکھنو: مجمع دار المصنفین۔ صفحات ۱۸۰-۱۴۵۔

16. Watt, W. Montgomery. (1953). Muhammad at Mecca. Oxford: Clarendon Press. pp. 109-117.

18. Trimingham, J. Spencer. (1976). Islam in Ethiopia. London: Frank Cass & Co. pp. 44-67

19. Buhl, F. (1930). Das Leben Muhammeds. Leipzig: Quelle & Meyer. pp. 145-156

21. اصلاحی، امین احسن۔(۲۰۰۲)۔ تدبرِ قرآن۔ لاہور: فاران فاؤنڈیشن۔ جلد۸ (تفسیر سورۃ الزمر)۔

22. مودودی، سید ابوالاعلیٰ۔(۱۹۹۷)۔ سیرتِ سرورِ عالم۔ لاہور: اسلامک پبلیکیشنز۔ جلد اول، صفحات ۳۶۵-۳۱۰۔

23. طاہر القادری، محمد۔(۲۰۱۱)۔ سیرتِ الرسولؐ: موضوعاتی مطالعہ۔ لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز۔ جلد دوم، صفحات ۲۵۸-۲۰۵۔